تعزیراتِ اسلام

مولانا بشیر احمد صاحب قاضی - باغ - آزاد کشمیر

(۱۸)

جنین کی دیت دفعہ نمبر ۱۲۳-

۱- جنین سے مراد وہ بچہ ہے جو ابھی عورت کے پیٹ میں ہو-

۲- اگر کسی نے حاملہ عورت کو مارا پیٹا جس کے نتیجہ میں اس کے پیٹ سے جنین مُردہ حالت میں ساقط ہوا تو مجرم کی عاقلہ پہ پانچ سو درہم دیت (یا اس کی بازاری قیمت) ادا کرنی واجب ہوگی۔[1]

تشریح :- ۱- اگر جنین مذکر ہو تو مرد کی دیت کا ملہ کا بیسواں[2] حصّہ مجرم کی عاقلہ پہ عائد ہوگا اور مرد کی دیت کاملہ دس ہزار درہم ہے اور اس کا نصفِ عشر یعنی بیسواں حصّہ پانچ سو درہم ہے جو عاقلہ ادا کرے گی۔[3]

ب- اور اگر جنین مؤنث ہو تو مجرم کی عاقلہ عورت کی دیت کا عشر یعنی دسواں حصّہ ادا کرے گی۔ اور عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے۔ یعنی پانچ ہزار درہم ہے۔ اس اعتبار سے دسواں حصّہ بھی پانچ سو درہم بنتا ہے۔[4] خلاصہ یہ ہے کہ جنین خواہ مذکر ہو یا مؤنث اس کے عوض ضارب

---

[1] الدر المختار جلد ۵ ص ۳۸۹ فصل فی الجنین -

[2] ایضاً

[3] ایضاً

کی عاقلہ پر پانچ سو درہم ، دیت ادا کرنی لازم ہوگی۔

۳۔ جنین کا تاوان عاقلہ ایک سال میں ادا کرے گی[1]

تشریح :۔ (۱)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فیصلہ جنین کے بارے میں اس طرح بیان کرتے ہیں کہ " بنی لحیان نامی خاندان کی عورت کا بچہ (مار پٹائی کی وجہ سے) مردہ حالت پر ساقط ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنین کے بدلہ میں (مجرم کی عاقلہ پر) ایک غلام کا "غرۃ" لازم کیا۔ ان کی دوسری روایت اس طرح ہے کہ " قبیلہ ہذیل کی دو عورتوں کے درمیان لڑائی ہوگئی جس پر ایک نے دوسری کو پتھر مار کر قتل کر دیا۔ اور اس کے پیٹ میں جو کچھ تھا اس کو بھی قتل کر دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنین کے بدلہ میں ایک غلام کا "غرۃ" اور عورت کے بدلہ میں مجرم کی عاقلہ پہ دیت کا ادا کرنا ضروری قرار دیا۔ اور عورت کا ترکہ اس کے ورثاء، بیٹوں اور دیگر افراد کے لیے مقرر فرمایا"[2]۔

مذکورہ دونوں روایتیں درحقیقت ایک ہی واقعہ سے متعلق ہیں، جس سے معلوم ہوا کہ جنین کے بدلہ میں دیت کی سزا دی جائے گی۔ قیاس کا تقاضا تو یہ تھا کہ دیت کی سزا دی جاتی اس لیے کہ جنین کے زندہ ہونے پر یقین کرنے کی کوئی مضبوط دلیل نہیں ہے۔ لیکن حدیث بالا کی وجہ سے قیاس کو ترک کیا جاتا ہے[3]۔

تشریح ب :۔

جنین کا تاوان امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ایک سال میں ادا کیا جائے گا اور امام شافعیؒ کے نزدیک تین سال میں ادا ہوگا[4]۔

تشریح ج :۔

مذکورہ حدیث میں لفظ "غرۃ" کا ذکر ہے۔ اس لفظ کا اطلاق درحقیقت جاندار کی ابتدائی عمر

---

[1] الدر المختار جلد ۵ ص ۳۸۹ فصل فی الجنین۔

[2] ایضاً

[3] المرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۷ ص ۱۰-۱۱ (مطبوعہ ملتان) [4] ایضاً

پر ہوتا ہے، پھر اس کی مناسبت سے فقہاء کے نزدیک غرّہ کا اطلاق دیت کی ابتدائی مقدار پر بھی ہوتا ہے[1] جس کی تفصیل اوپر ذکر کی گئی ہے۔

تشریح ۳:۔ "غرۃ" کی مالیت کیا ہے؟ دینار کے اعتبار سے ائمہ کا اتفاق ہے کہ پچاس دینار ہے۔ البتہ درہم کے اعتبار سے اس کی مالیت میں اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک پانچ سو درہم غرّہ کی مالیت ہے اور دوسروں کے نزدیک چھ سو درہم ہے۔

اختلاف کی بناء وہی ہے جو دیت کے اختلاف کی ہے یعنی یہ کہ دیت کاملہ دس ہزار درہم ہے یا بارہ ہزار درہم؟ جو بارہ ہزار درہم کے قائل ہیں وہ غرّہ کی مالیت چھ سو درہم بیان فرماتے ہیں اور جو دس ہزار درہم کے قائل ہیں وہ پانچ سو بیان کرتے ہیں۔ سب کا اسی پر اتفاق ہے کہ غرۃ سے مراد دیت کاملہ کا نصف عشر یعنی کل دیت کا بیسواں[20] حصہ ہے[2]۔

۴۔ اگر ضرب سے جنین زندہ حالت میں پیدا ہوا۔ پھر مر گیا تو اس صورت میں مجرم کی عاقلہ پر دیتِ کاملہ واجب ہوگی اور مجرم پر کفارہ بھی عائد ہوگا[3]۔

۵۔ اگر ضارب کی مار پٹائی سے جنین مُردہ حالت پر ساقط ہوا، پھر اس کی ماں فوت ہوگئی تو ماں کے عوض عاقلہ عورت کی دِیَت ادا کرے گی اور جنین کے عوض "غرّہ" یعنی دیت بمقدار پانچ صد درہم واجب ہوگی[4]۔

تشریح:۔ درحقیقت اس شق کی بنیاد اس بات پر ہے کہ فعل اپنے اثر و نفوذ کے اعتبار سے متعدی ہوتا ہے۔ علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ زیلعی کے حوالہ سے اس کی ایک مثال نقل کرتے ہیں، یعنی یہ کہ ایک شخص مثلاً دوسرے شخص کو تیر مارتا ہے جو اس سے گزر کر ایک اور شخص کو بھی قتل کر دیتا ہے۔ اگر یہ قتل خطاء ہو تو دونوں کی الگ الگ دیت واجب ہوگی۔ اور اگر پہلا قتل عمداً ہو تو اس کے بدلہ

---

[1] الدر المختار جلد ۵ ص ۳۸۹

[2] اعلاء السنن جلد ۱۸ ص ۱۹۸۔ باب تقویم الغرۃ۔

[3] رد المحتار جلد ۵ ص ۳۸۹

[4] ایضاً جلد ۵ ص ۳۹۰۔

میں قصاص واجب ہوگا۔ اور دوسرے کے بدلہ میں دیت لازم ہوگی، کیونکہ دوسرا خطاءً قتل ہوا ہے[۱]
اسی طرح یہاں بھی سزا بصورت دیت الگ الگ ہوگی۔

۶۔ اگر جنین ایک سے زائد ہوں تو ہر ایک جنین کی دیت الگ الگ واجب ہوگی۔ مثلاً
ایک عورت نے اگر دو جنین ساقط کیے تو دو دیتیں واجب ہوں گی[۲]۔

۷۔ اگر ان میں سے ایک زندہ پیدا ہوکر مرا اور دوسرا مُردہ حالت میں ساقط ہوا تو زندہ کی
دیتِ کاملہ اور مردہ کی دیتِ "غرۃ" واجب الادا ہوگی[۳]

۸۔ اگر ماں مرچکی تھی، پھر مُردہ جنین پیدا ہوا تو صرف ماں کی دیت واجب ہوگی۔ البتہ اگر اس
صورت میں جنین زندہ ہوکر مرا تو جنین کی دیت الگ سے واجب الادا ہوگی[۴]۔

۹۔ اگر ماں کے مرنے سے قبل ایک جنین پیدا ہوا۔ اور ماں کے مرنے کے بعد دوسرا جنین پیدا
ہوا اور دونوں مُردہ حالت میں پیدا ہوئے تو جو ماں کی موت سے قبل پیدا ہوا۔ اس کے عوض غرۃ
یعنی جنین کی دیت واجب الادا ہوگی اور دوسرے کے عوض کچھ واجب نہ ہوگا[۵]۔

۱۰۔ اگر حاملہ عورت نے کوئی دوائی پی کر جنین کو گرا دیا تو اس پہ جنین کی دیت واجب الادا ہوگی[۶]۔

ادائیگی دیت کی مہلت	دفعہ ۲۴

دیتِ کاملہ کی ادائیگی کی مہلت تین سال تک دی جائے گی۔ اور نصف دیت کاملہ کے لیے دو سال اور
ثلث دیت اور اس سے کم کے لیے ایک سال کی مہلت دی جائے گی[۷]۔

تشریح ۱۔ اس بات پر اتفاق ہے کہ قتل خطاء کی دیت عاقلہ تین سال میں ادا کرے گی۔ اس پہ

---

[۱] رد المحتار جلد ص ۳۹۰ [۲] ایضاً

[۳] الدر المختار جلد ۵ ص ۳۹۰

[۴] شامی جلد ۵ ص ۳۹۰ [۵] ایضاً

[۶] المغنی والشرح الکبیر جلد ۹ ص ۵۵۰

[۷] بحوالہ اعلاء السنن جلد ۱۸ ص ۲۵۲

صحابہؓ کا اجماع ہے ، البتہ قتل خطاء میں اقرار کی صورت میں دیت مجرم کے مال سے تین سال میں قابل ادائیگی ہوگی ۔ اور شبہ عمد اور ایسے عمد میں جس میں شبہ کی وجہ سے قصاص ساقط ہو کر دیت واجب ہو، (جیسے بیٹے کے قتل میں باپ سے قصاص ساقط ہوگا) میں اختلاف ہے ۔ احناف کے نزدیک تین سال میں دیت ادا کی جائے گی ۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ قتل خطاء میں تین سال کی مہلت اجماع کی وجہ سے دی گئی ہے ، مگر یہ رعایت قتل عمد میں نہیں دی جائے گی ۔ کیونکہ عمد میں تغلیظ مقصود ہے ، یعنی مجرم پر زیادہ دباؤ ڈالا جائے گا تاکہ اس کو جرم کا احساس ہو ۔ لہٰذا قتل عمد میں دیت فی الحال واجب الادا ہوگی ۔ (جو مجرم اپنے مال سے ادا کرے گا)[1]

احناف فرماتے ہیں کہ دیت کا وجوب اس آیت سے معلوم ہوا ۔ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ ۔ اس آیت میں اگرچہ دیت خطاء کا ذکر ہے مگر باقی اقسام کی دیت اسی کے ساتھ ملحق ہے ، البتہ اس کی مقدار اور اس کے وصف یعنی مدت کی صراحت قرآن میں نہیں ہے ۔ ضروری وضاحت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دی چنانچہ آپ کا ارشاد ہے " فی النفس المؤمنة مائة من الابل " یعنی مومن نفس کے قتل پر سو" اونٹ بطور دیت ادا کیے جائیں گے ۔ رہا وقت یعنی مدت کی مہلت کی وضاحت اجماع صحابہ کے ذریعہ ہوگی ۔ یعنی تین سال کی مدت میں دیت کی ادا کی جائے گی[2]

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیت کے بارے میں یہ فیصلہ فرمایا کہ " دیت کاملہ " تین سال کی مدت میں اور نصف دیت دو سال کی مدت میں ، اور ثلث ایک سال کی مدت میں ، اور جو ثلث سے کم ہو وہ بھی ایک سال میں قابل ادا ہوگی ۔ آپؓ کا یہ فیصلہ حضرت شعبیؒ اور ابو وائلؒ روایت کرتے ہیں[3]

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ ہر قسم کی دیت کا ہے جو صحابہؓ کی موجودگی میں کیا گیا اور اس پر کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا ۔ لہٰذا یہ اجماع منعقد ہو گیا[4] ۔ اس میں قتل عمد اور قتل خطاء سب اقسام

---

[1] البدائع جلد ۷ ص ۲۵۶ - ۲۵۷ [2] ایضاً

[3] زیلعی بحوالہ اعلاء السنن جلد ۱۸ ص ۵۲ و ہدایہ جلد ۴ ص ۵۹۹

[4] البدائع جلد ۷ ص ۲۵۶

کی دیت کا حکم شامل ہے۔

اور قتلِ عمد میں تغلیظ کے لیے اتنی بات کافی ہے کہ دیت مجرم پر عائد ہوتی ہے عاقلہ پر نہیں۔

تشریح ب :- مذکورہ بالا تشریح سے معلوم ہوا کہ دیتِ نفس کے تیسرے حصّے تک کی دیت ایک سال کی مدت میں ادا کی جائے گی۔ لہٰذا "غرۃ" یعنی جنین کی دیت بھی ایک سال کی مدت میں واجب الادا ہوگی۔ چنانچہ امام محمدؒ ایک حدیث بھی نقل فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "غرۃ" یعنی جنین کی دیت پانچ سو درہم عاقلہ پر ایک سال کی مدت میں ادا کرنی ضروری قرار دی تھی۔[1]

امام شافعیؒ دیت کاملہ پر قیاس کرتے ہوئے تین سال کی مدت میں قابل ادا تصور کرتے ہیں، مگر حدیث کے مقابلہ میں قیاس کو پیش نہیں کیا جا سکتا۔

تشریح ج :- یہ بھی معلوم ہوا کہ بدلِ عضو کی دیت بھی اگر دیت نفس سے تیسرے حصّے تک ہو تو ایک سال کی مدت میں قابلِ ادا ہوگی۔[2]

تشریح د :- جو مال صلح کی وجہ سے واجب ہو اس میں اگر دیت کی ادائیگی کی مہلت کا ذکر نہ ہو تو وہ فی الحال واجب الادا ہوگا۔[3]

کن صورتوں میں عاقلہ پر دیت عائد ہوتی ہے — دفعہ ۲۵

مالِ صلح، عمداً جرم کی دیت، اعترافِ جرم کی دیت، اور دیتِ کاملہ کے بیسویں حصّہ سے کم کی دیت عاقلہ پر واجب الادا نہ ہوگی۔ بلکہ یہ مجرم خود ادا کرے گا۔[4]

البتہ خطاءً جرم کرنے کی صورت میں دیتِ کاملہ اور دیتِ کاملہ کے بیسویں حصّے تک کی دیت عاقلہ ادا کرے گی اور خود مجرم بھی ادا کرنے میں حصّہ دار ہوگا۔[5]

---

[1] ہدایۃ جلد ۴ ص ۵۹۹

[2] مزید دیکھیے ہدایہ جلد ۴ ص ۵۹۹

[3] البدائع جلد ۷ ص ۲۵۷

[4] البدائع جلد ۷ ص ۲۵۵

[5] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷ ص ۲، والبدائع جلد ۷ ص ۲۵۵

دیت میں مجرم اور عاقلہ کی شرکت | تشریح ۱

عاقلہ کے ساتھ مجرم کے حصّہ دار ہونے میں فقہا کا اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک دیت ادا کرنے میں مجرم عاقلہ کے ساتھ حصّہ دار ہوگا۔ کیونکہ اصل جرم اسی سے صادر ہوا ہے۔ امام مالکؒ کے اصحاب میں خود اختلاف ہے، ابن القاسمؒ، امام ابو حنیفہؒ کی موافقت کرتے ہیں جبکہ دوسرے حضرات اختلاف رکھتے ہیں۔ اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر عاقلہ دیت ادا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو تو مجرم کو شریک نہیں کیا جائے گا، ورنہ شریک کیا جائے گا۔ (بعض کتابوں میں صرف مجرم کی عدم شرکت کا ذکر ہے) امام احمد کے نزدیک مجرم کو سرے سے شریک ہی نہیں کیا جائے گا۔ ان کے نزدیک اگر عاقلہ پوری دیت ادا نہ کر سکے تو باقی ماندہ دیت بیت المال سے پوری کی جائے گی۔[۱]

احناف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ سے استدلال کرتے ہیں یعنی یہ کہ "فقضی فی دیۃ الحر المسلم علی الحر (القاتل) مائۃ من الابل علی عاقلۃ الجانی وانہا فی ثلاثۃ سنین فی کل سنۃ ثلثہا"[۲] اس میں وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ آزاد مرد کے قتل کرنے پر مجرم آزاد مرد اور اس کی عاقلہ پر سو اونٹ دیت واجب الادا قرار دی گئی ہے۔

ابتدائً دیت کس پر واجب ہوتی ہے | تشریح ۲

درحقیقت مذکورہ اختلاف کی بنیاد ایک دوسرے مسئلے پر مبنی ہے یعنی یہ کہ کیا دیت ابتدائً قاتل پر واجب ہوتی ہے پھر اس سے عاقلہ پر منتقل ہوتی ہے؟ یا ابتدائً ہی عاقلہ پر واجب ہوتی ہے؟

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک دیت ابتدائً قاتل پر واجب ہوتی ہے پھر اس سے عاقلہ پر منتقل ہوتی ہے۔ امام احمدؒ کا رجحان بھی اسی موقف کی طرف ہے۔ امام شافعیؒ ابتدائً ہی عاقلہ پر دیت واجب قرار دیتے ہیں۔ اور دلیل میں قبیلہ ہذیل کی دو عورتوں کا واقعہ پیش کرتے ہیں جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قاتلہ عورت کی عاقلہ پر مقتولہ کی دیت واجب الادا قرار دی تھی۔[۳] (دیکھیے صفحہ ۲۹)

---

[۱] تفصیل دیکھیے: مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۷، ص ۲۔

[۲] کذا فی المظہری وحکی عن البیہقی عن الشافعیؒ جلد ۲ ص ۱۸۶

[۳] البدائع جلد ۷، ص ۲۵۵، المغنی جلد ۹ ص ۵۲۵، ۵۲۶۔